یہودیت کے مذہبی اور سماجی تہوارات و رسومات کا پسِ منظر دینیاتی مصادر کی روشنی میں: ایک تحقیقی جائزہ

The Background of Jewish Religious and Social Festivals and Rituals in the Light of Theological Sources: A Research Review

ڈاکٹر حسن آراء*

Abstract

In this world, after the creation of man, Allah Subhan Wa Ta'ala has made some arrangements to fulfill his survival, reproduction, material, spiritual, religious and social needs. However, he also introduced ways to do this because to live in a society it becomes necessary to fulfill every aspect of life. Similarly, without religious and social festivals in Judaism, this religion also remains incomplete. In the article under consideration, it is necessary to briefly write these religious places and their methods of worship along with the religious, social festivals and rituals of Judaism. Before describing their festivals, there should be no room for doubt about their religious places.

Key words: Allah Subhan Wa Ta'ala, Judaism, arrangements, social festivals, religion

اس دنیا میں اللہ سبحان و تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بعد اس کی بقا افزائش نسل، مادی، روحانی، مذہبی اور سماجی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بندوبست بھی کیا ہے جس مقام پر کسی انسان کو جس چیز کی ضرورت محسوس ہوئی وہیں پر اس کے کرنے کے لیے طریقے بھی متعارف کرائے کیونکہ ایک سماج میں زندگی گزارنے کے لیے زندگی کے ہر پہلو کو پر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسی طرح یہودیت میں مذہبی اور سماجی تہوار کے بغیر یہ مذہب بھی ادھورہ و نامکمل رہ جاتا ہے زیر نظر مقالہ میں یہودیت کے مذہبی، سماجی تہوار اور رسوم کے ساتھ ان مذہبی مقامات اور ان کے عبادت کے طریقہ کار کو مختصرا تحریر کرنا ضروری ہے تاکہ ان کے تہوارات کو بیان کرنے سے قبل ان کے مذہبی مقامات کے متعلق کوئی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔

یہودیت کے سماجی تہوار و رسوم

یہودیوں کے مذہبی عقائد کی بنیاد عقیدہ توحید اور بنی اسرائیل کی فضیلت کے ساتھ مخصوص ہے۔[1]

*ایس ایس ٹی (جنرل) ٹیچر، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تہکال، پشاور

اسی طرح انسائیکلوپیڈیا آف بریٹانیکا کے مقالہ نگار کی رائے ہے کہ:

"یہودیت کی یوں تعریف کی جاسکتی ہے کہ وہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو توحید خالص پر اعتقاد رکھتا ہے اور اس عقیدہ کی زندگی پر عملی اثر کو تسلیم کرتا ہے۔"[2]

ان کی تبلیغ کی اشاعت کا کوئی قصور نہیں ہے کسی کو زبردستی یا تبلیغ کے ذریعے یہودی مذہب کی تعلیمات دے کر یہودی بنانا ایک غیر مستحسن اسلوب ہے اس سے واضح ہوا کہ یہودیت میں سب سے اہم کام جو کہ مذہبی تعلیمات کے پھیلاؤ کا سبب ہے یہ رسم ہی نہیں اس کے علاوہ ان کے مذہبی دائرہ کار میں مذہبی، سماجی، رسم و رواج اور تہوار کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہودیت میں اگر کسی شخص سے مذہبی عقائد سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جائے تو وہ اس سے ہرگز خارج نہیں ہو سکتا جب تک ایک بندہ خود اقرار باللسان یہ اقرار نہ کرے کہ وہ یہودیت کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کا نمائندہ بننے جارہا ہے اس کے اعلان کے بعد اسے یہودیت سے خارج سمجھا جائے گا۔[3]

ذیل میں یہودیوں کی مذہبی رسومات کا تذکرہ کیا جارہا ہے:

یہود اور نصاری دونوں کے عبادت خانوں کے متعلق بولا جانے والا تاریخی لفظ مختلف مصنفین کے نزدیک بیعہ یا کلیسا تھا ان دونوں مذاہب کے پیروکاروں کے لیے ایک لفظ مستعمل تھا جبکہ یہودیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان دونوں کے رسم و رواج، عقائد و نظریات الگ ہیں تو ان کے عبادت گاہ بھی الگ نام سے پہچانی جائے۔ اسی طرح انہوں نے کلیسا و بیعہ کو ہٹا کر صلوات رکھ دیا تاکہ دونوں کے درمیان فرق حائل رہے۔

بیَع بیعہ کی جمع یہ عام طور پر مسیحیوں کا عبادت خانہ مراد لیا جاتا تھا جس کے معنی ہیں یہود و نصاریٰ کے عبادت خانے اور گرجاگھر (Churches)۔[4] کلیسا، گرجا، یہودیوں کا عبادت خانہ۔[5]

عمومی طور پر بیعہ کا لفظ یہود و نصاریٰ کی عبادت گاہوں کے لیے بولا جاتا ہے یہودیوں کی تخلیص کے بعد بیعۃ النصاری، کنیسۃ النصاری اور بیعۃ الیہود یا کنیسۃ الیہود کہلایا۔[6]

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾[7]

"یہ وہ ہیں جنہیں بلاوجہ ان کے گھروں سے نکالا گیا۔ صرف ان کے قول پر کہ ہمارا پروردگار فقط اللہ تعالیٰ لوگوں کو آپس میں ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو عبادت خانے اور گرجے اور مسجدیں اور یہودیوں کے معبد اور وہ مسجدیں بھی ویران کر دی

جاتیں جہاں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے، جو اللہ کی مدد کرے گا، اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا' بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا بڑے غلبے والا ہے"۔

تفسیر ابن کثیر میں بیان ہوا ہے کہ صوامع وہ عبادت گاہیں ہیں جس میں راہب رہتے ہیں اور " البیع " سے مراد یہودیوں کی عبادت گاہیں ہیں اور " صلوات " سے مراد نصاریٰ کے گرجا گھر ہیں اور " مساجد " مسلمانوں کی مسجدیں ہیں۔[8]

عبادت گاہ

سینیگاگ (Synagogue) یہودیوں کی عبادت کا مرکز ہے ہر مذہب کے مقدس مقامات میں داخل ہونے سے قبل کچھ آداب اور اصول ہوتے ہیں جس پر عمل پیرا ہو کر انسان عبادت کر کے مذہبی عقیدے کے مطابق مستحق بن جاتے ہیں اسی طرح یہودیت میں بھی اس جگہ داخل ہونے سے پہلے کچھ آداب ہیں جن کا خیال ملحوظ رکھتے ہوئے داخل ہونے سے قبل سر پر ٹوپی پہننا ضروری ہے۔

سینیگاگ کی تعمیر ہیکل ثانی (کنیسہ) کی نابودی کے بعد ہوئی یہودیوں کی یہ عبادت گاہ بیک وقت مختلف عبادات کے لیے استعمال میں لائی جاتی ہے۔ جیسا کہ اس میں قربانی اور خصوصی دعا کے لیے اہم ہے۔[9]

یہودی مذہب اور عبادت کے طریقے

اسرائیلی قوم میں عبادت کے مختلف طریقہ کار رائج تھے ان کے ہاں مذہبی عبادات کو بڑی اہمیت حاصل تھی کیونکہ ان کا دین بھی وحی الٰہی پر مبنی تھا اس لحاظ سے ان کو ایک شرف یہ بھی حاصل ہے کہ ان کی نسل بنی اسرائیل کے پیغمبروں سے ہے ان کے آباؤ اجداد میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحٰق اور حضرت یعقوب علیہ السلام شامل ہیں۔ تاریخ بنی اسرئیل میں جو اہمیت اور فضیلت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے یہودیت میں کسی بھی نبی کو حاصل نہیں ہے اسی خصوصیت کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بانی بنی اسرائیل کہلائے۔

اسرائیلیوں نے اپنے مذہب اور انسانی حیات دونوں میں ہم آہنگی پیدا کر رکھی تھی کہ حضرت موسیٰ کے عرصہ بعد انہوں نے ذات باری تعالیٰ کے بجائے یہواہ کو مخاطب کر کے دعائیں مانگنے کا سلسلہ شروع کیا لیکن بعد کے حالات کے بعد یہ لوگ پھر سے طریقہ اول (اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے) پر لوٹ آئے تھے۔

یہودیوں کے لیے دعا مانگنے سے متعلق یہ حکم صریح تھا کہ پر اثر انداز میں یہواہ کی تعریفات بیان کی جائے تا کہ جوش و جذبے کا اظہار کیا جائے۔ اگر ان سے کوئی غلطی یا گناہ سرزد ہو جاتا تو اس صورت میں بھی یہ لوگ یہواہ

سے معافی نامہ بطور دعا طلب کرتے۔

آغاز میں ان کی عبادت اجتماعی طور پر یروشلم میں کی جاتی مگر وقت گزرنے کے ساتھ ان پر ہونے والے حملوں کی وجہ سے یہ اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں آباد ہونے لگے تو انہوں نے اپنی اجتماعی عبادت کو چھوڑ کر انفرادی عبادت کا رخ کر لیا عبادت کے دنوں میں یہ اپنے گھروں کی کھڑکیوں، دروازوں کو کھول کر اپنا رخ یروشلم کی جانب کر کے عبادت کیا کرتے ہیں۔[10]

ٹیفلاہ

ٹیفلاہ کو اردو اور فارسی زبان میں یہودی نماز کہتے ہیں جبکہ یہودیت میں ٹیفلاہ سے روزانہ کی جانے والی عبادت مراد ہے اور اس عبادت سے تین عبادتیں مقرر ہیں ان کے ہاں اوقات نماز میں صبح صادق کے وقت پہلی نماز شاخریت (Shachrait) اور دوپہر کے وقت منخا (Mincha)، مغرب کے وقت آروت (Arvit) اور غروب آفتاب سے کچھ دیر قبل مارو (Ma'ariv)۔

پختہ عقیدہ رکھنے والے یہودیوں کے نزدیک ان عبادات کی ادائیگی کے لیے ادائیگی سے قبل منہ اور ہاتھ کا دھونا ضروری ہے جبکہ اسی وقت ہی ہاتھ، پاؤں اور منہ دھونا ضروری ہے ان کے دیگر فرقہ سے منسلک لوگوں کے مطابق صرف صبح کے وقت ہی ہاتھ، پاؤں اور منہ دھو لینا ہی کافی ہے۔ یہ عبادات یہودیوں کے لیے فرض عبادت کا درجہ رکھتی ہے علاوہ ازیں ان کے ہاتھ کچھ ایسے احکامات ہوتے ہیں وہ اس وقت تک فرض عبادت کا درجہ نہیں رکھتے جب یہ لوگ اس کو کرنے کی نیت نہ کر لیں جب وہ اپنی زندگی میں واجب کر لیتے ہیں تو پھر فرض میں اور ان میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

یہودی مذہب میں ان عبادات کو ادا کرنے کے مختلف طریقے ہیں یعنی یہ فرض عبادات انفرادی طور پر اور اجتماعی طور پر ادا کی جا سکتی ہیں مگر زیادہ ثواب باجماعت ادائیگی میں ہے کیونکہ ایسی صورتحال میں بنی اسرائیل خدا کے دربار میں بطور جماعت حاضر ہوتی ہے اور جماعت میں دس لوگوں کا شامل ہونا ضروری امر ہے پھر چاہے وہ مونث ہو یا مذکر۔[11]

ختنہ

بنی اسرائیل یعنی یہودیت میں کسی بھی گھر میں جب کوئی نومولود پیدا ہو جاتا ہے تو اس بچے کی پیدائش کے آٹھویں دن پر اس کا ختنہ کروایا جاتا ہے جسے یہودیوں کے ہاں ایک مذہبی رسم کی حیثیت حاصل ہے اور اس کو یہودی اللہ کا عہد مانتے ہیں اور حکم خداوندی کو وہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

"اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے (یعنی ابرہام کے) درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کیا کرو۔ یہ اس عہد کا نشان ہو گا۔ جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہارے پشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائے گا۔ کیا گھر کا پیدا کیا پردیس سے خریدا ہوا جو تیری نسل کا نہیں لازم ہے کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زر خرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا یہ عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہو گا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہوا۔ وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا"۔[12]

یہودی مذہبی رسم ورواج میں بلوغت کے لیے نرینہ کا تیرہ سال کا ہونا لازمی ہے جبکہ لڑکی کے لیے بلوغت کی کوئی قید نہیں۔ موجودہ دور میں ان کے ہاں ختنہ کی رسم میں لڑکا اور لڑکی دونوں شامل ہے مگر تاریخی کتب میں قدیمی لحاظ سے صرف لڑکے ہی ختنہ میں شامل ہیں جبکہ جدید یہودیوں کے ہاں یہ رسم مکمل طور پر جنم لے چکی ہے۔[13]

رسم عقیقہ

عقیقہ سے مراد ایک نومولود (بچہ یا بچی) کے پیدا ہونے پر مخصوص جانوروں کی قربانی دی جاتی ہے اور یہ مذہبی رسم پیدائش کے ساتویں دن ادا کی جاتی ہے۔ عقیقہ نہ صرف اسلامی فریضہ ہے بلکہ یہودیت میں بھی اس ریت کی ادائیگی کروائی جاتی ہے۔ لیکن دو مذاہبوں میں فرق رسم کے حوالے سے ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیٹے کی پیدائش پر دو بکرے اور بیٹی کی پیدائش پر ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے۔ جبکہ یہودیوں کے ہاں لڑکے کے پیدائش پر ذبیحہ کیا جاتا ہے مگر لڑکی کے لیے ایسی کوئی رسم نہیں ہے اس لیے ایک بات تو طے ہے کہ عورت کو جو مقام اور حیثیت حاصل ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں یہودی عقیقہ کے دوران جانوروں کے خون کو اس بچے کے سر پر لگا کر اس رسم کی تکمیل کرتے ہیں۔[14]

یہودی ٹوپی

یہودیوں کی ٹوپی اپنی ایک پہچان رکھتی ہے یعنی بناوٹ کے لحاظ سے یہ جالی دار ہوتی ہے۔ بہت بڑی ٹوپی یہ لوگ استعمال نہیں کرتے جہاں تک سر کے بال گھومتے ہیں پھر اسی مناسبت سے ٹوپی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ان کے ٹوپی کی بناوٹ ان کے جھنڈے کی عکاسی کرتی ہے جتنا ستارہ ان کے جھنڈے پر بنا ہے اتنی ہی ان کی ٹوپی بھی ہوتی ہے۔ تورات کے احکامات میں یہودیوں کے لیے ٹوپی پہننے کا کوئی حکم صادر نہیں ہے جبکہ مذہبی رسوم کی ادائیگی کے

لیے ٹوپی کا سر پر پہننا جدید دور کے سماجی اور قومی رسم و رواج کا حصہ ہے ان کے مطابق دور جدید میں احکامات شرعی کے لیے ٹوپی پہننے کا مقصد ذات باری کے سامنے عجز و انکساری کی نشانی ہے۔[15]

قربانی

عبرانی زبان میں قربانی کا مقصد دیوتا کے سامنے نیاز پیش کرنا ہے اس قربانی سے حاصل ہونے والا مقصد یہ ہے کہ یہواہ کو خوش کرنا اس کی توجہ اپنی جانب کرانا۔ خوشی اور شکر کا اظہار کرنا یا پھر گناہوں کی معافی تلافی کے لیے قربانی کی رسم کو اسرائیلی اپنے لیے معزز سمجھتے ہیں اس وجہ سے قربانی کی رسم یہودیت میں بڑی اہمیت رکھتی ہے ان کے ہاں گناہوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے قربانی کرنا ضروری امر اور نجات کا ذریعہ ہے۔ یہودیت میں قربانی کے لیے درجہ ذیل جانور اور پرندے قابل ذکر ہیں(بھیڑ ، بکریاں) اور پرندوں میں (فاختہ ، کبوتر) وغیرہ۔

ان کے ہاں قربانی کرنے کا طریقہ کار یہ تھا کہ جو بھی جانور یا پرندے قربانی کے لیے لائے جاتے تو اس کو ایسی آتش میں ڈالتے کہ جس کی آگ یہودیوں کے عبادت خانہ میں مسلسل جلتی رہتی۔ یہودیوں کے ہاں سات کا عدد بہت مقدس مانا جاتا ہے اسی لیے کہ ہر سال کے ساتویں مہینے اور ساتویں سال قربانی خوب زور وشور سے کرتے ہیں۔ قربانی کے گوشت کو غریبوں اور مسکینوں کو کھلانے کے بعد بچ جانے کی صورت میں جانوروں کے آگے ڈال دیا جاتا ہے۔[16]

یہودیوں کے مذہبی تہوارات

یہودیوں کے مذہبی تہوارات کا تعارفی جائزہ ذیل میں تحریر کیا جارہا ہے۔ یہودیوں کے ہاں یہ تہوار بڑے دھوم دھام اور اہتمام سے منائے جاتے ہیں ان تہواروں میں عبرانی کیلنڈر کا اثر و رسوخ پایا جاتا ہے۔

وقت اور حالات کے اعتبار سے مذہبی تہوار و رسوم میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

- یوم السبت Sabbath Day
- عید الفصح / پشاخ Passover
- شوّدس
- یوم کپور / یوم کفارہ Yom Kippur – the Day of Atonement
- روش ہاشناہ Rosh Hashanah
- سکوت Sukkah
- یوم خمیس / پینٹی کوسٹ Pentecost

- پیوریم Purim
- تیدیشا باؤ
- ہنو خاں

یوم السبت (Sabbath Day)

لفظ سبت عبرانی کے فعل "شبت" سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے "رُک جانا" یا "آرام کرنا"۔ اور یہ منسوب ہے ہفتے کے ساتویں دن سے جو (یہودی دستور کے مطابق) جمعہ کے غروب آفتاب سے ہفتہ کے غروب آفتاب تک ہوتا ہے۔ قدیم اسرائیلی اور عصرِ حاضر کے یہود بھی سبت کی عبادت کرتے اور ہر قسم کے کام سے آرام کرتے ہیں۔ اس دن یہود کے لیے کسی بھی قسم کے کام کی ممانعت تھی اور انہوں نے صرف عبادت کرنا ہوتی ہے۔[17]

یوم السبت بنی اسرئیل کے تاریخی تہواروں میں سب سے اہم ہے یہودیوں کے باقی تہواروں میں اس دن کے تہوار کو سب سے زیادہ فضیلت حاصل ہے سبت سے مراد ہفتہ کا دن ہے اور بہت مبارک سمجھا جاتا ہے۔ ہفتے کے دن کی تعطیل ان کے ہاں اہم سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس دن تمام یہودی کام کاج سے بطور چھٹی فراغت کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں اور نہ شامل ہونے والے کو سزا دی جاتی ہے۔ اس تہوار کی شروعات جمعے کے دن غروب آفتاب کے وقت سے ہو جاتی ہے۔ اس میں راسخ العقیدہ رکھنے والے یہودی قمقموں کا اہتمام کرتے ہیں۔ شمع جلائی جاتی ہیں دعا کے لیے بھی خصوصی بندوبست کیا جاتا ہے اور اس دن کا ایک خاص کام یہ ہے کہ اس دن کی صبح کا آغاز تورات کی تلاوت سے کی جاتی ہے۔

اس دن کا ذکر شریعت موسوی کے دس احکام عشرہ میں وارد ہے اس کی پابندی مذہبی فریضہ ہے یہودیوں کی مقدس کتاب خروج سے یوم السبت کی حقیقت و اہمیت واضح ہے جیسا کہ

> "یاد کر کے تو سبت کا دن پاک ماننا۔ چھ دن تک تو محنت کر کے اپنا سارا کام کاج کرنا، لیکن ساتواں دن خداوند تیرے خدا کا سبت ہے اس میں نہ تو کوئی کام کرے، نہ تیرا بیٹا نہ تیری بیٹی، نہ تیرا غلام، نہ تیری لونڈی، نہ تیرا چوپایا، نہ کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خداوند نے چھ دن میں آسمان اور زمین اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ بھی بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لئے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا"۔[18]

عید الفصح / پشاخ (Passover)

عید الفصح کو پشاخ یا عبورئی دریا بھی کہتے ہیں یہ تہوار بنی اسرائیل کے لیے تاریخی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے اس کے متعلق اسرئیلی یا تو سات دن تک یا آٹھ دن تک یہ تہوار مناتے ہیں۔ اس تہوار کو منانے کا مقصد جب بنی اسرئیل کو مصر سے رہائی ملی تھی اس یاد میں منایا جاتا ہے۔ یہودیوں کے ہاں اس رسم کا آغاز ایک بچے کے سوال پوچھنے پر کیا جاتا ہے کہ جب بنی اسرئیل مصر میں محکوم تھے تو انہیں رہائی کس طرح ملی۔ مصر میں یہودیوں کی غلامی کی کیفیات کیا تھیں ان پر کیا بیتی اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ کی شخصیت اور مصریوں کو غلامی سے نجات دلانے کے تمام تر واقعات اسباب اور حالات بتا کر اپنی رہائی کا جشن منا کر خدا سے شکر ادا کیا جاتا ہے۔

اس تہوار کی ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس میں اشیاء خوردنوش کے لیے وہی چیزیں تیار کی جاتی ہیں جو کہ بنی اسرائیل کو رہائی کے بعد مصر سے سفر کے دوران میسر تھیں ان میں تلخ سبزیاں، بغیر خمیری روٹیاں، مولی وغیرہ۔

اس طرح کے کھانے مرتب کروانے کا مقصد صرف اور صرف تاریخی سفر کی یاد تازہ کرنا ہے۔ یہودی کلینڈر کے مطابق موسم بہار بتاریخ 15 اور 16 اپریل کو منایا جاتا ہے۔[19]

شوّدس

یہودی اپنے تہوار دھوم دھام سے مناتے ہیں کیونکہ ان کے ہر تہوار کے پیچھے کوئی نہ کوئی تاریخی واقعہ مذکور ہے شودّس پشاخ یا (عبوری دریا) کے تہوار کے گزر جانے کے بعد پچاسویں دن پر جوش انداز میں منایا جاتا ہے۔ خصوصیت کے اعتبار سے اس کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے کیونکہ اس میں حضرت موسیٰ کو مقدس کتاب توریت کی تختیاں عطا کی گئی تھیں ان میں احکام عشرہ بیان ہوئے ہیں توریت نہ صرف یہودیوں کی بلکہ اسلام میں بھی آسمانی کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ اسی کتاب کے ذریعے یہودیوں کو شریعت موسوی عطا کی گئی اس میں خاص کر یہ رسم ادا کی جاتی ہے کہ توریت کی عبادت رات کے اوقات میں کی جاتی ہے۔ اگلے روز صبح کو یہودی اپنے سینا گاگ یعنی معبد خانوں میں خصوصی عبادت کا اہتمام کر کے اس رسم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں اس کے علاوہ اس میں کھانے پینے کی اشیاء مخصوص کے ساتھ دودھ اور دودھ سے بنی اشیاء کا بندوبست انتظام بہترین انداز میں کیا جاتا ہے۔[20]

یوم کپور / روش ہاشاناہ (Yom Kippur – the Day of Atonement)

یہ دن یہودیوں کے لیے نجات کا درجہ رکھتا ہے اس کو یوم توبہ کہتے ہیں۔ بنی اسرائیل سارے سال کے گناہ کی معافی و تلافی کے لیے اس تہوار کو خوب دل سے مناتے ہیں اور اپنی زندگی میں آئندہ گناہوں اور معصیت سے بچنے کی دعا مانگتے ہیں۔

اس ریت کی بنیاد درج ذیل نکات پر قائم ہے۔

- ماضی یعنی گزشتہ کئے جانے والے گناہوں سے دستبرداری۔
- مستقبل یعنی آنے والے دنوں میں گناہ نہ کرنے کا ارادہ۔
- احساس ندامت
- گناہوں کا زبانی اقرار

یوم کپور کے دن تائبین کے لیے ایک خاص قسم کی اصلاح بولی جاتی ہے یعنی توبہ کرنے والے مردوں کی نسبت "رجوع کرنے والا" اور عورت کے لیے "توبہ کرنے والی"۔

یہودیت کی تاریخ میں سال کے شروع ہوتے ہی پہلے مہینے کے دسویں دن اس تہوار کو منایا جاتا ہے اس دن کو اس لیے بھی قابل اہمیت سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی تاریخ میں یہی وہ دن ہے کہ جس میں بنی اسرائیل کی مقدس کتاب تورات کی کتاب الاحبار کا سولہواں باب یوم کپور / یوم کفارہ سے متعلق احکامات پر مشتمل ہے اسی وجہ سے یہ لوگ اس دن اجتماعی توبہ کر کے اپنے گناہوں کی معافی کے لیے اللہ سے رجوع کرتے ہیں اور اس کے لیے روزہ رکھتے ہیں۔

عام دنوں اور تہواروں کے مقابلے میں عبادتوں اور استغفار کو زیادہ طویل کر دیتے ہیں۔ جس میں زوجین کے آپس کے تعلقات اس دن کے لیے ترک کئے جاتے ہیں۔ زیادہ تر دورانیہ عبادت پر لگایا جاتا ہے یہ نہ صرف ذات باری تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں بلکہ بنی نوع انسان سے بھی جو انہوں نے اس گزرے ہوئے سال میں ایک دوسرے سے ظلم و ستم، لڑائی جھگڑے اور زیادتی کی ہو ان سے ازالہ کرنے کے لیے صلح و صفائی کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش بھی اس تہوار کا اہم و لازمی جز ہے۔

یوم کفارہ کے لیے توبہ کا طریقہ کار یہ ہے کہ یہ لوگ جب توبہ کے لیے التجاء کرتے ہیں تو خطا کرنے والا تین مرتبہ اس عمل کو دہراتا ہے اور اگر دوسرا بندہ جس سے معافی کی درخواست ہوتی ہے وہ ہاں نہ کرے تو پھر سارے گناہ کا مستحق نہ معاف کرنے والا بن جاتا ہے اور خود بری الذمہ ہو جاتے ہیں الغرض یہ یہودیوں کے ہاں آپس میں معافی مانگنے کا طریقہ کار ہے اسی کو اپنے لیے نجات کا ذریعہ مانتے ہیں۔[21]

روش ہاشاناہ(Rosh Hashanah)

عیسوی تاریخ کے مطابق یہ تہوار ستمبر یا اکتوبر کے مہینے میں جبکہ یہودی کلینڈر کے مناسبت سے جب نیا سال شروع ہو جاتا ہے اسی کا پہلا دن ہی اس تہوار کا آغاز ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کے اس دنیا میں

آنے کی خوشی میں یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ یہودیوں کے اس تہوار کے منانے کی وجہ بنی اسرائیل کے ریت و رواج میں شامل ہے۔[22]

سکوت، خیمہ (Sukkah)

یہ تہوار یوم کپور کے چار دن بعد شروع ہو جاتا ہے بنی اسرائیل جب چالیس سال تک صحرائے سیناہ میں دربدر ٹھوکریں کھائی تھیں تو اسی واقعہ کی یاد میں اس تہوار کا اہتمام بڑی خوشی کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

تورات کے حکم کے مطابق یہودی اپنے گھروں کے احاطے، چمن، چھتوں یا عبادت خانوں میں خیمہ لگا کر چھوٹی چھوٹی جھونپڑیاں بناتے ہیں۔

تہوار سکوت سات سے آٹھ دن جاری رہتا ہے پھلوں، پھولوں اور سبزیوں سے سجاوٹیں کی جاتی ہیں۔ عبادت کے ساتھ کھانوں کا بھی مناسب انتظام کیا جاتا ہے۔ اس میں تورات کے پانچویں اور آخری کتاب، کتاب الاستثناء کے احکامات کی تلاوت کی جاتی ہے۔ رقص کو بھی اس تہوار کا لازمی جزو قرار دیا گیا ہے۔

بالآخر کنسیہ کا عالم بھی تورات کا نسخہ ہاتھ میں لیے رقص کرتے ہوئے اس رسم میں شامل ہو جاتا ہے۔ الغرض اس تہوار کو بہت خوشی اور ایک شادی میں بننے والے ماحول کی طرح سجایا جاتا ہے۔[23]

یوم خمیس / پینٹی کوسٹ (Pentecost)

یوم خمیس کو یونانی زبان میں Pentecost کہتے ہیں اس کے لغوی معنی پچاسواں یعنی عید الفصح کے پچاس دن گزر جانے کے بعد اس تہوار کو منانے کی تیاری کی جاتی ہے یہ تہوار حضرت موسیٰ کو کوہ سیناہ پر تختیاں ملنے کے حوالہ سے اہمیت کا حامل ہے۔

اس روز بھی خاص قسم کی عبادت یہودیوں کی توجہ کا مرکز رہتی ہے اس کی ایک اور خاص بات یہ ہے کہ اس میں یہودی راہب دودھ سے بنی دو خمیری گندم کی روٹیاں یہودا کے سامنے لہرا کر اس رسم کے خاتمے پر پھر خود ہی کھالیتا ہے۔ اس میں دعوت طعام کے لیے خاص قسم کے جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک بیل، دو دُنبے، سات بھیڑیں وغیرہ۔

اس تہوار میں یتیموں، غریبوں، مساکین اور مسافروں کو مدعو کر کے محفل کی زینت بنایا جاتا ہے۔[24]

مندرجہ بالا بنی اسرائیل کے تہواروں کے علاوہ کچھ ایسے رسم و رواج ہیں جو کہ تورات سے ثابت نہیں بلکہ عہد نامہ قدیم کے بعد تاریخ کے آئینے میں یہودی سماج سے ان کا تعلق ہے۔ ان میں موجودہ زمانے کے درج ذیل تہوارات شامل ہیں:

1. پیوریم
2. تیشا باؤ
3. ہنوخاں۔

پیوریم(Purim)

یہودیوں کے مطابق چھٹے ماہ کی چودھویں تاریخ اور عیسوی کلینڈر کے حساب سے یہ فروری اور مارچ کے درمیان منایا جاتا ہے اس دن کو منانے کی وجہ یہودیوں کا قوم ہامان سے بچ کر نکلنے کی خوشی میں مناتے ہیں۔ جیت کی خوشی میں یہ لوگ اپنے عزیز و اقارب کو اس تہوار میں خاص کر ضرورت مندوں کو تحفے اور تحائف دے کر خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہودیوں کا یہ تہوار مذہبی مقدس کتاب عہد نامہ قدیم کے مطابق کتاب اشتر میں ذکر کردہ اس واقعہ کی یاد دہانی کرواتا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

اس کتاب کے مطابق ایرانی شہنشاہ خشیارش اول کے وزیر ہامان نے تمام یہودیوں کو نیست و نابود کرنے کا حکم بادشاہ سے حاصل کر لیا تھا۔ بادشاہ کی نئی ملکہ جس کا نام اشتر تھا یہودی النسل تھی۔ اشتر اور اس کے رشتہ کے بھائی مردکائی کی کوششوں سے ہامان کا زوال ہوا۔ یہودیوں کی اپنی دشمنوں سے نجات کی خوشی میں ملکہ اشتر اور مردکائی نے پیوریم کے تہوار کی بنیاد ڈالی۔ اس کا مذہبی جز صرف یہ ہے کہ کنیسہ میں اس دن سے قبل شام کو کتاب اشتر کی تلاوت ہوتی ہے۔ لیکن غیر سنجیدہ ماحول میں جب ہامان کا نام آتا ہے تو تمام مجمع خاص طور سے بچے بہت ہنگامہ کرتے ہیں۔

تالمود کے احکام کے مطابق اس دن یہودیوں کو اتنا مدہوش ہو جانے کی اجازت ہے کہ " مردکائی زندہ باد " اور " ہامان مردہ باد " میں تفریق نہ کر پائیں۔

تیشا باؤ

یہودیوں کے سماجی تہوارات میں سب سے افسوس ناک تہوار یہی ہے۔ مجموعی طور سے یہ جولائی یا اگست سے شروع ہوتا ہے اس میں دو واقعات ایسے گزرے ہیں جن کو یہودی اپنے لیے بدترین حادثہ قرار دیتے ہیں جیسا کہ بابل کے شہنشاہ بنوکدرضر نے 586 ق م یروشلم کے مرکزی معبد کو تاخت و تاراج کیا تھا اور ساتھ ہی اعلیٰ طبقوں کے یہودیوں کو قید کر کے اپنے ساتھ بابل لے گیا تھا۔ اسی طرح دوسرا تاریخی اور افسوس ناک سانحہ رومی فوج کی جانب سے 70ء میں پیش آیا۔ انہوں نے یہودیوں کے تیار کئے ہوئے معبد کو آگ سے جلا کر خاک کر دیا جو

کہ موجودہ دور یعنی آج تک از سر نو تعمیر نہ ہو سکا اسی تباہی و بربادی کی یاد میں بنی اسرائیل اس دن کو بغیر کسی جشن کے خاموشی سے مناتے ہیں اور پورا دن عبادت میں صرف کرتے ہیں۔[25]

ہنوخاں / چونوکاہ

تاریخ میں یہ تہوار یہودی سماج کے لیے کامیابی کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ جب یونانی حکمرانوں نے یروشلم پر قبضہ کیا تھا اور یہودیوں پر بہت زیادہ مظالم ڈھائے جن سے تنگ آکر یہودی قوم نے بغاوت کر کے کامیابی حاصل کر لی تھی۔ اور یہ کامیابی یہودی سالار مکابیس کی بدولت ممکن ہوئی۔

اس تہوار کی تقریب میں آلو کے بنے ہوئے پکوان "لٹکا" پکائے جاتے ہیں۔ چراغاں اور سجاوٹیں بھی اس تہوار کا خاص حصہ ہیں۔[26]

یہودیوں کے سماجی و قومی تہوار

ذیل میں یہودیت کے سماجی اور قومی تہوارات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ ان کے سماج میں ایسے کون سے تہوار ہیں جو کہ قومی تہوار کے طور پر پرجوش انداز میں منائے جاتے ہیں۔ ان میں ایک یوم ہائز موت جبکہ دوسرا ہاشوہ کہلاتا ہے۔

یوم ہائز موت

یہ دور جدید کا تہوار ہے اس میں قدیم یہودیوں کا عمل دخل نہیں ہے یہ خوشی کا تہوار ہے اس کو منانے کا مقصد یہ ہے جب موجودہ دور میں اسرائیل کی سلطنت قائم کی گئی تو اس واقعہ کی یاد میں یہ تہوار پُرجوش جذبے سے منایا جاتا ہے۔ اس میں ہر بندہ (یہودی) کا شامل ہونا ضروری ہوتا ہے۔[27]

یوم ہاشو آہ / ہولوکاسٹ (Yom Hashoah)

بنی اسرائیل کی قوم پر ایک وقت میں ہٹلر نے عذاب اور بہت زیادہ ظلم و ستم کا پہاڑ توڑ دیا تھا یہودیوں کے عالموں (بزرگوں) کا کہنا ہے کہ اس میں بہت سے یہودیوں کو جبری و زبردستی ہلاک کر کے صفحہ ہستی سے مٹا دیا تھا اسی سانحہ کے بعد مختلف ممالک میں ہولوکاسٹ کے میوزیم قائم کیے گئے۔ یہ دن انہی لوگوں کی یاد میں منایا جاتا ہے اور ہر سال سینکڑوں افراد ان عمارتوں کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں تاکہ جن یہودیوں نے مذہبی اور سماجی طور پر جان کی قربانی دی ان کی یاد آنے والے لوگوں کی ذہنوں میں رچی بسی رہے۔ اور دردناک تاریخی واقعہ اس دن از سرے نوع تازہ کیا جاتا ہے اور اس میں یہودی اپنے گھروں، عبادت گاہوں میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام شمعوں کو جلا کر کرتے ہیں تاکہ ان کہ قربانیاں رائیگاں نہ جائیں۔[28]

حاصل کلام یہ ہے کہ یہودی اپنے تہواارات خواہ وہ تورات سے ثابت ہوں یا نہ ہوں یا دور جدید کے قومی ، سماجی تہوارات ہوں یہ پورے دلچسپی سے عمل کر کے ان کا اہتمام کرتے ہیں تا کہ ان تہوارت کی تاریخی حیثیت قائم اور دائم رہے اور یوں ان کا درخشندہ ماضی آئندہ یہودیت میں آنے والے ہر بندے کے ذہن میں بسا رہے۔

خلاصۂ بحث

یہودیت کے رسوم و رواج سماجی و مذہبی کی اساس قانونِ یہودیت ہلاخا (جس راہ پر چلا جائے) پر ہے۔ یہ قانون دراصل ایک مجموعہ قوانین کہا جا سکتا ہے جو فرامین خداوندی بشارت ہائے الہامی اور اجتہادہائے ربانیین پر مشتمل ہے۔ ہلاخانہ صرف مذہبی معاملات پر راہنمائی فراہم کرتا ہے بلکہ روزمرہ کی زندگی کے بارے میں بھی واضح ہدایات دیتاہے مثلاً لباس کیسا ہونا چاہیے؟ کیسے پہننا چاہیے؟ کیا کھانا چاہیے؟ کیسے کھانا چاہیے؟ اور صدقہ و خیرات کا انداز و طریقہ کار کیا ہونا چاہئے؟ وغیرہ۔ ہلاخا یہ جزو خدا کی شکرگزاری کا جذبہ پیدا کرتا ہے، یہودی شناخت کا احساس فراہم کرتا ہے اور روزمرہ کی زندگی میں طہارت و پاکیزگی اختیار کرنے میں مدد و معاون ثابت ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مذہب یہودیت ایک فرد کی زندگی کے بہت سے اہم اجتماعی اور خصوصاً ذاتی معاملات و تقریبات کو بھی اہمیت دیتاہے۔ ایسی تقریبات جن میں کوئی فرد خاندانی، تہواری یا بسا اوقات پورے معاشرتی ماحول کا مرکز نگاہ ہوتا ہے۔ یہ مخصوص تقریبات و مواقع بہت اہم مذہبی مقام رکھتے ہیں۔

یہودیت کے بعض مذہبی تہوارات اور رسومات ان کی بنیادی مصادر سے ثابت ہیں لیکن ان مذہبی تہوارات اور رسومات میں ان لوگوں نے اپنی خوشی اور خواہشات شامل کر کے اس کی اصلیت کو بگاڑ دیا ہے۔ جبکہ بعض تہوارات اور رسومات کو خود سے گھڑ لیا ہے۔

لہٰذا یہودی اپنا کوئی بھی تہوار اور رسم اللہ کی خوشنودی کے لیے نہیں مناتے بلکہ یہ ان کا شیوا رہا ہے کہ انہوں نے احکامِ خداوندی میں اور رسول کے حکم میں تحریفات کر کے اپنی مرضی کے احکامات گھڑ لیے ہیں۔

---

1 Louis Jacobs. The book of Jewish Belief. U.S.A: Behrman house, lnc (1984).

2 انسائیکلو پیڈیا آف بریٹا نیکا، ج 13، ص105۔

3 شیخ احمد دیدات، یہودیت، عیسائیت اور اسلام، ص108۔

4 انوار البیان فی حل لغات القرآن، علی محمد، سورۃ الحج آیت نمبر 40۔ مکتبہ سید احمد شہید لاہور۔

5 لغات المنجد، کتب خانہ دار اشاعت کراچی، ص110۔

6 المورد، ڈاکٹر روحی بعلبکی، دار العلم بیروت، ص256۔

7 سورۃ الحج22: 40۔

8 حافظ عمادالدین ابوالفدا ابن کثیر مترجم، خطیب الہند مولانا محمد جونا گڑھی، تفسیر ابن کثیر، مکتبہ قدوسیہ، اشاعت 2006۔

9 Jewish Rituals and practices. Religion facts.com.22 jun. 2017. Web. Accessed 22 june.2018.

10 رشید احمد، تاریخ مذاہب، ص265۔

11 ڈاکٹر آسیہ رشید، مطالعہ مذاہب عالم، ص68۔

12 پیدائش، باب17، آیت9تا17

13 یوسف خان، محمد، تقابل ادیان، بیت العلوم پرانی انارکلی لاہور، ن م، ص189۔

14 محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص190۔

15 محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص191۔

16 رشید احمد، تاریخ مذاہب، قلات پبلشرز پرنٹرز،2006، ص259۔

17 خروج، باب،20، آیت8۔11، برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی، لاہور،1956۔

18 پیدائش،2: 1، خروج، باب،20، آیت8۔11؛17: 12- 23، استثناء،5: 14،15۔

19 خروج،12: 23- 28

20 عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب قومی کونسل برائے فروغ اردو، جسولہ نئی دہلی، دسمبر2018، ص263۔

21 رضی الدین سید، یہودی مذہب محد سے لحد تک، شرکت الامتیاز، ن م، ص97تا98۔

22 ڈاکٹر آسیہ رشید، مطالعہ مذاہب عالم، ص70۔

23 عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے بڑے مذاہب، ص266۔

24 غلام رسول چیمہ، چوہدری، مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، ص423۔

25 عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے بڑے مذاہب، ص263۔

26 عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے بڑے مذاہب، ص263۔

27 محمد یوسف خان، تقابل ادیان، ص189۔

28 رضی الدین سید، یہودی مذہب محد سے لحد تک، ص111۔